حقیقتِ زُہد

دُنیا کے ساتھ درست رویہ

خُرّم مُرادؔ

منشُورات

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمُ

عَنْ اَبِي الْعَبَّاسِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍالسَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عنه قَالَ:
جَآءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ
دُلَّنِيْ عَلٰى عَمَلٍ إِذَا عَمِلْتُهُ أَحَبَّنِيَ اللّٰهُ ، وَأَحَبَّنِيَ النَّاسُ. فَقَالَ :
" اِزْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبَّكَ اللّٰهُ ، وَازْهَدْ فِيمَا عِنْدَ النَّاسِ يُحِبَّكَ
النَّاسُ". (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَغَيْرُهُ بِأَسَانِيْدَ حَسَنَةٍ)

باسمہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات انسان کے اخلاق اور سدھار اور اس کی پاکیزگی کے لیے ہیں۔ ایمان کے مطابق زندگی گزارنے کے لیے دین کے جتنے بھی احکام ہیں، خواہ ان کا تعلق نفس سے ہو یا دوسرے انسانوں سے، ملک و قوم کے معاملات سے ہو یا مال سے، ان سب پر عمل کرنے کے لیے اور اللہ اور رسول ؐ کی اطاعت کرنے کے لیے اور ان کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے کے لیے، اپنے اندر ایک قوت اور استعداد کی ضرورت ہے۔

نبی کریمؐ نے ایک پہلو یہ بیان فرمایا ہے کہ آخرت کی تیاری کرو۔ اس کے ذریعے اس امت کو پہلے بھی اصلاح اور غلبہ نصیب ہوا ہے۔ زندگی کی مہلت کو عمل کے لیے غنیمت جانو۔ جو فراغت میسر ہو، خواہ دولت مندی کی حالت ہو یا تنگ دستی کی، اس کو غنیمت جانو۔ انسان اپنا سارا زور عمل پر لگائے۔

نبی کریمؐ نے ایک دوسری چیز کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔ یہ ایسا موضوع ہے

جو بہت اہم ہے اور اس کے بارے میں بہت سی غلط فہمیاں بھی پائی جاتی ہیں۔ حضرت سہلؓ بن سعد اسماعیلی روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا۔ اس نے کہا' اے اللہ کے رسولؐ! مجھے آپؐ وہ عمل بتائیں جو میں کروں تو اللہ بھی مجھ سے محبت کرے اور لوگ بھی مجھ کو چاہیں۔ آپؐ نے فرمایا: دنیا کے معاملے میں زہد اختیار کرو' اللہ تم سے محبت کرے گا اور ان چیزوں کے معاملے میں زہد اختیار کرو جو لوگوں کے ہاتھ میں ہیں' لوگ تم سے محبت کریں گے۔

یہ روایت ابن ماجہ میں شامل کی گئی ہے۔ امام منذریؒ جنھوں نے ان احادیث کو جمع کیا ہے کہا ہے کہ نبوت کے انوار اور روشنیوں میں بڑی واضح روشنی اور نور اس حدیث کے اندر موجود ہے۔ آدمی خود بھی اللہ تعالیٰ سے محبت کرے اور اسے بھی اللہ کی محبت حاصل ہو' یہ ایمان اور زندگی کا بہت اہم مقصود ہے۔ ایمان لانے والوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے: وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (البقرہ ۲:۱۶۵) جو لوگ ایمان لاتے ہیں وہ سب سے بڑھ کر اللہ سے محبت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کلام پاک میں بہت سے اعمال کے بارے میں بتایا ہے کہ مومنین یہ اور یہ اعمال کرنے والے ہیں۔ امت سے مخاطب ہوکر اس نے فرمایا ہے کہ اگر تم نے ہمارا کام نہیں کیا' ہمارا راستہ اختیار نہیں کیا' ہم سے وفاداری نہیں برتی تو ہم تمھاری جگہ کوئی دوسری قوم لے آئیں گے اور تمھیں ذلیل وخوار کردیں گے۔ مومنوں کی پہلی صفت یہ بیان فرمائی: يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ (المائدہ ۵:۵۴) اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں۔ اس لیے صحابہ کرامؓ کو ان کاموں کی تلاش تھی جن کو کرنے سے انھیں اللہ کی محبت حاصل ہوجائے۔ یہ ان کے ایمان کا تقاضا تھا۔ ایک صحابیؓ رسولؐ اللہ کی

خدمت میں آئے اور کہا کہ کوئی ایک ایسا عمل بتایئے ___ بہت طویل نصیحت کے نہیں بلکہ مختصر نصیحت کے طالب تھے ___ کوئی ایک ایسی بات جس کے اندر اہم باتیں سمیٹ کر بیان کردی گئی ہوں۔ جس پر چلنے سے اللہ کی محبت حاصل ہو اور لوگ بھی محبت اور عزت و احترام کریں۔ یہ خواہش ایسی خواہش نہیں ہے جو اللہ اور رسولؐ کی نظر میں ناپسند ہو۔ یہ خواہش بہت شدید ہوتی ہے۔ چنانچہ آنے والے صحابیؓ نے آپؐ سے یہی سوال کیا کہ کوئی ایسا عمل بتائیں جس کی وجہ سے اللہ بھی مجھ سے محبت کرے اور لوگ بھی۔ آپؐ نے فرمایا کہ: دنیا کے اندر زہد اختیار کرو۔

زہد اور زاہد کا لفظ بڑا معروف ہے۔ شاعری کے اندر بھی استعمال ہوتا ہے' طعن و تشنیع میں بھی استعمال ہوتا ہے' اور کچھ لوگوں کو اچھا کہنے کے لیے' کچھ لوگوں کو برا بھلا کہنے کے لیے بھی۔ لوگ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ زہد کا مقام کوئی بہت اونچا اور باوقار اور بلند درجے کا اور صوفی لوگوں کا مقام ہے' عام آدمی کا نہیں ہے۔ عام آدمی دنیا کے اندر کاروبار میں' شادی بیاہ میں مصروف رہتا ہے' تجارت کرتا ہے' مکان بناتا ہے' اچھے کپڑے بنانا چاہتا ہے' غذاؤں سے لطف اندوز ہونا چاہتا ہے۔ زہد میں یہ سب کچھ چھوڑ دینے کی تلقین ہے اور یہ عام انسان کے بس میں نہیں ہے۔ یہ تو صرف انھی کے حصّے میں آسکتا ہے جو یہ سب کچھ صرف اللہ کی رضا کے لیے چھوڑ دیں' اور کسی گوشے میں بیٹھ جائیں۔ عام طور پر لوگوں کے ذہن میں یہ زہد کی تعریف ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اور نبی کریمؐ نے اپنی تعلیمات میں ہر مسلمان سے جن خوبیوں کا مطالبہ کیا ہے' ان کو ایسی اہم اور خاص صفات سمجھ لیا گیا ہے' جو صرف اولیا اور اونچے درجے کے لوگوں کو حاصل ہوتی ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ عام مسلمان سے ان کا

مطالبہ نہیں ہے۔ زہد کی جو تعریف قرآن کریم نے بیان کی ہے' اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر مسلمان کسی نہ کسی درجے میں اس زہد کو حاصل کرسکتا ہے۔ ہر مومن کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرے اور لوگ بھی اس سے محبت کریں' اس لیے اس کا حاصل کرنا اس کے لیے ضروری بھی ہے۔

زہد کے معنیٰ کیا ہیں؟ زہد کے معنی یہ ہیں کہ کسی چیز سے انسان کو رغبت ہو' وہ اس کو لینا چاہتا ہو لیکن وہ اس کو کسی ایسی چیز کی خاطر چھوڑ دے جس سے اسے زیادہ محبت و رغبت ہو۔ ہوسکتا ہے کہ انسان ایک چیز سے کم درجے میں محبت رکھتا ہو اور دوسری چیز سے زیادہ درجے میں محبت رکھتا ہو اور دونوں کو وہ ساتھ لے کر چل سکے۔ لیکن جہاں پر دونوں کا تصادم ہوجائے تو وہاں وہ اس چیز کو چھوڑ کر جس کی طرف وہ رغبت رکھتا ہے' پسند کرتا ہے' خواہش بھی ہے' اس چیز کو اختیار کرے جس سے وہ زیادہ محبت کرتا ہے۔ نبی کریمؐ نے اپنے ایک انتہائی محبوب صحابی حضرت ابوذر غفاریؓ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ یہ وہ صحابیؓ ہیں جو دنیا کے اندر اپنی ضرورت سے زیادہ مال و دولت جمع کرنا جائز نہیں سمجھتے۔ ان کی رائے یہ تھی کہ آدمی اپنی ضرورت پوری کر کے سارا مال اللہ کی راہ میں خرچ کردے۔

زہد اس چیز کا نام نہیں ہے کہ آدمی حلال چیزوں کو حرام کردے۔ جو چیزیں اللہ نے فائدہ اٹھانے کے لیے پیدا کی ہیں ان کو آدمی اپنے اوپر حرام کردے اور جو مال اس کے پاس آئے اس کو خرچ کر کے کچھ بچا کر نہ رکھے' بلکہ زہد تو اس چیز کا نام ہے کہ جو معاملات اللہ کے ہاتھ میں ہیں ان پر ہمیں ان معاملات کے مقابلے میں زیادہ اعتماد اور بھروسہ ہو جو لوگوں کے ہاتھ میں ہیں۔ اگر لوگوں کے ہاتھ میں ہماری تعریف ہے تو

ہمیں اس تعریف پر زیادہ اعتماد ہو جو اس کے مقابلے میں اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اگر لوگوں کے پاس مال ہے جو ہمیں مل سکتا ہے تو ہمیں اس کے مقابلے میں وہ مال زیادہ محبوب ہو جو اللہ کے پاس ہے۔ لذتوں اور رغبتوں اور دنیا کو ترک کرنے کا نام زہد نہیں ہے' بلکہ زہد یہ ہے کہ جو رغبت بھی اللہ نے فطری طور پر آدمی کی طبیعت میں رکھی ہے' اسے وہ مقام دے جو اس کا ہے۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے: زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ (اٰل عمرٰن ۳:۱۴) لوگوں کے دل کے اندر خواہش رکھ دی گئی ہے عورتوں کے لیے' اولاد کے لیے اور سونے چاندی کے ڈھیروں کے لیے' کھیتی باڑی کے لیے اور تجارت کے لیے اور نشان زدہ عالیشان گھوڑوں کے لیے' آج کے دور میں نئے نئے ماڈل کی کاروں کے لیے۔

ان میں سے کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو اللہ نے حلال کی ہو اور اس کو حرام کرنے کا نام زہد ہے' بلکہ زہد تو اس چیز کا نام ہے کہ آدمی ان سے کم اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ رغبت رکھے' اور اگر ان دونوں کے درمیان تصادم ہو جائے تو اللہ کے پاس جو زندگی اور بخشش ہے' اس کی طرف متوجہ ہو اور اس کو ترجیح دے۔ یہ دراصل دل کی کیفیت اور حالت کا نام ہے۔ اگر دل انھی چیزوں میں اٹک جائے' اور اس کو اس کی فکر نہ ہو کہ اللہ کے پاس کیا ہے اور کیا ملنے والا ہے تو یہ زہد کے منافی ہے۔ زاہد تو وہ ہے جو دنیا کے اندر رہتا ہے' دنیا کو برتتا ہے' دنیا کی لذتوں سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ کوئی چیز مل جائے' یا چھوٹ جائے اس کی اسے کوئی زیادہ فکر نہیں ہوتی۔ وہی باتیں اللہ نے اپنے کلام پاک ںیں یوں فرمائی ہیں۔ لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَا اٰتٰكُمْ

(الحدید ۵۷:۲۳) جو ہاتھ سے نکل جائیں ان کا تمھیں غم نہ ہو اور جو مل جائیں ان میں تم مگن نہ ہو جاؤ۔ یہ اصل مطالبہ ہے۔ یہ مطالبہ نہیں ہے کہ جو ملتا ہے' آدمی اس کا انکار کردے' جو آتا ہے اس کو چھوڑ دے اور جو جاتا ہے اس کے رنج میں مبتلا رہے۔

ایک بزرگ نے کہا کہ زہد کا تعلق دولت سے نہیں ہے۔ ایک آدمی جس کے ہاتھ میں پانچ روپے ہوں لیکن اس کا دل مزید سو روپے کے اندر اٹکا ہوا ہو' تو وہ دنیا پرست ہے اور ایک آدمی جس کے پاس لاکھ روپے ہوں اور اس کے دل کے اندر اس کی کوئی وقعت نہ ہو' اسے خرچ کرنے کو تیار ہو اور اس کا دل مزید روپے کی طلب میں نہ اٹکا ہو کہ اللہ کی نافرمانی کر کے حاصل کرے' تو وہ آدمی مال رکھنے کے باوجود زاہد ہے۔ اسے دنیا کی بجائے اللہ سے رغبت ہے۔ اس گھر سے رغبت ہے جو اللہ کے پاس ہے۔ ان نعمتوں کی تلاش ہے جو اللہ کی طرف سے ملنے والی ہیں۔ لیکن وہ آدمی جو قلیل مال رکھتا ہے لیکن اس کا دل دنیا کے اندر اٹکا ہوا ہے' وہ مال کی قلت کے باوجود دنیا کے پیچھے جا رہا ہے۔ جس آدمی کے پاس مال زیادہ ہے اور وہ اس کی پروا نہیں کرتا تو وہ اللہ کے ہاں زیادہ محبوب ہے۔

مال اللہ نے دیا ہے' اس کو سب کا سب خرچ کر ڈالنا بھی کوئی زہد کی علامت نہیں۔ اس لیے کہ مال اور دولت اللہ نے اسی لیے دیا ہے کہ آدمی اپنی ضروریات پوری کرے اور دنیا سے فائدہ اور لذت بھی حاصل کرے۔ لیکن اس کی وقعت اور حیثیت اس کے نزدیک ایسی نہ ہو کہ اس کی خاطر اللہ سے رغبت اور معاملے کو ترک کردے۔

اسی طرح اگر اس پر کوئی مصیبت پڑنے والی ہے تو اس مصیبت سے بچنے کی

تدبیر کرنا' بیمار ہو جائے تو علاج کرنا یہ بھی زہد کے خلاف نہیں ہے۔ یہ بھی اللہ نے لازم کیا ہے کہ آدمی دنیا کے اندر رہے' اس کی تدبیر کرے' اسے سنوارے' دنیا کو بہتر بنائے' مال آئے تو اپنے اوپر بھی خرچ کرے اور دوسروں پر بھی خرچ کرے اور اللہ کی راہ میں بھی خرچ کرے۔ غریبوں' ناداروں' مسکینوں' حقداروں کو بھی دے۔ اسی طرح اگر مصیبت میں تکلیف محسوس کر رہا ہے تو یہ بھی زہد کے منافی نہیں ہے۔ لیکن اس کو اس مصیبت کے اندر بھی ثواب کی رغبت ہو جس کا وعدہ اللہ نے بار بار فرمایا ہے کہ مومن کو کانٹا بھی چبھتا ہے تو اس کے گناہ معاف ہوتے ہیں اور درجات بلند ہوتے ہیں۔ ہر مصیبت پر اللہ کے پاس اجر ہے۔ مصیبت سے آدمی کا بھاگنا بھی زہد کے خلاف نہیں ہے۔

ایک آدمی وہ ہوتا ہے جو لذتوں کے اندر منہمک ہو جاتا ہے۔ اس کو ساری فکر اسی بات کی ہوتی ہے کہ وہ کھائے پیے' اچھا پہنے' اچھا رہے۔ اس کے علاوہ اس کو نہ اللہ کے بندوں کی فکر ہوتی ہے اور نہ اللہ کی راہ میں کچھ دینے کی فکر ہوتی ہے۔ یہ دنیا پرستی ہے۔ لیکن اگر لذتوں میں انہماک نہ ہو اور آدمی اس چیز پر جو مل جائے اللہ کا شکر کر کے فائدہ اٹھا لے اور جو نہ ملے اس کا افسوس نہ ہو' نفس کو آرام بھی دے اور اس سے کام بھی وہ لے جس سے لوگوں کو فائدہ پہنچے اور جو اللہ پسند کرتا ہے تو یہ دنیا پرستی نہیں ہے۔

یہ ساری چیزیں اس بات کو واضح کرتی ہیں کہ زہد کا وہ تصور جو عام طور پر لوگوں کے ذہنوں میں پایا جاتا ہے کہ زاہد تو دراصل تارک دنیا ہوتا ہے' ایسا نہیں ہے۔ نہیں' زاہد تو وہ ہوتا ہے جو اللہ سے تعلق اور محبت کو ہر محبت پر غالب کر دے اور اس کا طالب ہو جائے۔

مولانا اشرف علی تھانویؒ کہتے ہیں کہ جب آدمی کے لیے یہ بات برابر ہو جائے کہ وہ ایک عالیشان زندگی بسر کر رہا ہے یا فقر کی زندگی بسر کر رہا ہے' وہ بہت اچھے کھانے کھا رہا ہے یا روٹی چٹنی کھاتا ہے' کوٹھی میں رہتا ہے یا چھوٹے مکان میں' اس کو اس سے فرق نہ پڑے بلکہ وہ ان دونوں حالتوں کو اللہ کی طرف سے قبول کرے۔ نعمتیں خدا نے دی ہیں' نعمتوں سے فائدہ اٹھائے۔ اچھے کھانے آئیں' وہ بھی خدا کے عطا کردہ ہیں' حلال ہیں' اس کو اس نے حرام نہیں کیا ہے' ان سے لطف اندوز ہو۔ گویا ہر حال میں اس کی نظر خدا کے فضل و کرم اور اس کی خوشنودی کے حصول پر رہے' نعمتوں کے آنے یا چھن جانے پر اسے کوئی ملال نہ ہو تو وہ زاہد ہے' اور زہد و تقویٰ کی راہ پر ہے۔

یہی طریقہ نبی کریمؐ کا تھا۔ اگرچہ آپؐ نے بہت سادگی سے زندگی بسر کی لیکن اچھے کھانے آئے تو آپؐ نے رغبت کے ساتھ کھائے۔ آپ کو اچھے کھانے محبوب بھی تھے' آپؐ نے اس کا ذکر بھی فرمایا۔ آپؐ نے لباس پیوند لگا ہوا بھی پہنا اور قیمتی بھی پہنا۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے بارے میں آتا ہے کہ حضرت علیؓ کے زمانے میں خوارج نے حضرت علیؓ کے خلاف کفر کا فتویٰ دیا تھا۔ یہ ان سے کچھ گفتگو کرنے گئے تو انھوں نے دیکھا کہ جو لوگ حضرت علیؓ کے خلاف کفر کا فتویٰ دے رہے تھے' ان کے چہرے عبادت سے سیاہ پڑ رہے تھے' آنکھوں کے گرد حلقے پڑے ہیں' اور پیشانی پر سجدے کے نشان ہیں اور ایڑیوں پر بھی نماز کے نشان ہیں۔ نماز اور قرآن پڑھتے ہیں اور حضرت علیؓ پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں۔ خود ان کے بدن کے اوپر یمن کی ایک بیش قیمت چادر تھی۔ سب سے پہلے انھوں نے یہی کہا کہ دین کی بات کہنے آئے ہو اور لباس اتنا قیمتی پہنا ہوا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ میں نے تو نبی کریمؐ کو

اس سے بھی اچھا لباس پہنے ہوئے دیکھا ہے۔ آپؐ کے پاس مصر سے' یمن سے تحائف آتے' اچھا لباس آیا تو آپؐ نے اس کو بھی زیب تن کیا' اور اگر پیوند لگا ہوا لباس آیا تو اس کو بھی پہنا۔

ہمارے بڑے بڑے علما کا یہی طریقہ رہا ہے کہ جو ملتا تھا اس کو اسی طرح استعمال کرتے تھے بلکہ دین کے معاملات میں خصوصی لحاظ کرتے تھے۔ امام مالک بن انسؒ جنھوں نے حدیث کی کتاب موطا مرتب کی ہے اور جو ان چار فقہا میں سے ہیں جن کی اتباع مسلمان بالعموم کرتے ہیں' جب مسجد نبویؐ میں آتے تھے تو ساری مسجد خوشبو سے مہک جاتی تھی۔ چونکہ حدیث کا درس ہوتا تھا' اس لیے بڑی عالیشان مسند پر بیٹھا کرتے تھے اور لباس بھی اس زمانے کے حساب سے ایک ایک ہزار درہم کا پہنتے تھے۔ فرماتے تھے کہ جو کچھ اللہ نے دیا ہے اس کا شکر واجب ہے' اور دوسرے اس حدیث کا مقام ہے جس کی عزت کی جاتی ہے۔ حدیث بیان کرتے تھے کہ زہد اس چیز کا نام نہیں ہے کہ آدمی دنیا کی لذتوں کو ترک کردے' اللہ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام کردے' سب مال ضائع کردے' بے مصرف خرچ کر ڈالے' اپنے پاس بچا کر نہ رکھے' دوسروں سے مانگتا پھرے' بیوی' بچے فاقے کریں اور وہ باہر لٹاتا پھرے' بلکہ زہد تو اس کا نام ہے کہ جو کچھ اللہ نے دیا ہے اس کو صبر اور شکر سے قبول کرے' کم ہو یا زیادہ' اس سے کوئی فرق نہ پڑے' اور رغبت صرف اجر سے ہو۔

جب اللہ سے ملنے والے اجر کی قدر و قیمت کا احساس ہو تو نظر میں دنیا کی وقعت نہیں رہتی۔ دنیا تو اسے پھر بھی ملتی ہے لیکن دنیا کی وقعت نگاہوں سے نکل جاتی ہے۔ دنیا کی وقعت نگاہوں سے نکل جائے تو آدمی اس کو ہر طرح برتتا ہے لیکن اس کا

غلام نہیں بنتا' اس کے پیچھے نہیں پڑتا۔ آدمی جو چیز اللہ کی محبت میں چھوڑ رہا ہو' اس سے محبت اور تعلق بھی ہو۔ آدمی سڑک پر پڑے ہوئے پتھر کو اللہ کی خاطر چھوڑ دے' یہ زہد نہیں ہے۔ آدمی کے پاس کچھ نہیں ہے اور دل میں خواہش اس کی ہے جو نہیں ہے' اور کہے کہ میں اللہ کی راہ میں زہد کر رہا ہوں' مجھے تو پروا نہیں ہے تو یہ بھی زہد نہیں ہے۔ اور زہد وہ بھی ہوتا ہے جو مال سے اور لوگوں کی مدد کرنے سے ہوتا ہے۔ آدمی جب اپنے دل کو اس طریقے سے اللہ کی طرف راغب کرے تو پھر اس کو اللہ کی محبت نصیب ہوتی ہے۔

اس کے اندر کوئی بڑی مشقت نہیں ہے جو آدمی کو برداشت کرنا پڑے لیکن اپنی حالت اور کیفیت بدلنے کی ضرورت ہے جس کا اثر پورے اعمال اور رویے پر پڑتا ہے۔ صحابہ کرامؓ دنیا کو استعمال کرنے میں کسی سے پیچھے نہیں تھے۔ حکومتیں انھوں نے کیں' سلطنتیں انھوں نے فتح کیں' لیکن وہ دنیا میں سب سے زیادہ اللہ کے سائے میں تھے۔ ان کو دنیوی چیزوں سے رغبت نہیں تھی بلکہ رغبت اس سے تھی جو اللہ کے پاس تھا۔

اس حدیث میں دوسرا سوال یہ تھا کہ وہ کیا چیز ہے جس سے لوگوں کی محبت بھی حاصل ہو؟ آپؐ نے فرمایا تھا کہ لوگوں کے ہاتھ میں جو چیزیں ہیں' ان سے بھی رغبت کم کرو۔ جو کچھ لوگوں کے پاس ہوتا ہے' اسی پر جھگڑے ہوتے ہیں اور لوگوں سے تعلقات خراب ہوتے ہیں۔ اگر آدمی کو اس سے رغبت نہ ہو تو لوگوں کی تعریف اسے حاصل ہو جائے گی۔ پھر لوگ اس سے تعلق رکھیں گے' وہ لوگوں سے بے نیاز ہو جائے گا۔ آدمی لوگوں سے امیدیں رکھتا ہے' پوری نہ ہوں تو پھر تعلقات خراب ہوتے ہیں' زبان سے باتیں بھی نکل جاتی ہیں اور عزت اور مقام گھٹنا شروع ہو جاتا ہے۔ جو معاملات لوگوں کے

ہاتھ میں ہیں ان کے بارے میں بھی بے رغبتی اختیار کرو۔ اس کے مقابلے میں جو اللہ کے پاس ہے اس کی رغبت کرو۔

اس کا نسخہ علاج بھی وہی ہے جو اللہ نے زہد کے بارے میں بتایا ہے۔ جب تک دنیا مقصود ہو' اس وقت تک آدمی لوگوں سے امیدیں رکھتا ہے' جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس کو لینے کے لیے لپکتا ہے۔ ان کے منہ سے اپنی تعریف سننا چاہتا ہے۔ نہیں سنتا ہے تو دل کو تکلیف ہوتی ہے۔ اس طرح کی بہت سی چیزیں دنیا میں اس کی عزت اور تعلقات کو خراب کرتی ہیں۔ جب لوگوں کو یہ معلوم ہو کہ جو چیزیں ہمیں مطلوب ہیں' یہ ان کو چھوڑنے کو تیار ہے' تو اس کے بعد لوگوں کے دلوں میں محبت بڑھتی ہے۔ زہد کا ماحصل تو یہ ہے کہ جو کچھ بھی اللہ کے پاس ہے' وہی آدمی کو زیادہ عزیز ہو' اسی پر زیادہ اعتماد اور طلب ہو اور لوگوں کے پاس جو مال اور اشیاء ہیں ان کی طلب نہ ہو۔ لوگ جو کچھ دے سکتے ہیں دنیا میں دے سکتے ہیں' اس سے زیادہ کچھ نہیں دے سکتے۔ جو اللہ دے سکتا ہے وہ ہمیشہ باقی رہنے والی چیز ہے۔ جب یہ کیفیت پیدا ہو جائے تو پھر تمام تعلیمات اور شریعت پر عمل کرنا آدمی کے لیے سہل ہوتا ہے اور اس کے اندر اس کے لیے قدرت اور استطاعت پیدا ہوتی ہے۔

ایک اور حدیث میں آپؐ نے فرمایا کہ شروع میں امت کی اصلاح انہی دو چیزوں سے ہوئی ہے: ایک یقین کہ جو بھی اللہ نے وعدے کیے ہیں وہ صحیح ہیں۔ دوسرے زہد' یعنی دنیا کے مقابلے میں اس سے زیادہ رغبت جو اللہ کے پاس ہے۔ آپؐ نے مزید فرمایا: اس امت کے اندر جب فساد پیدا ہوگا تو وہ دو چیزوں سے پیدا ہوگا۔ پہلی کنجوسی' مال کی محبت' آدمی اسے سینت سینت کر جمع کر کے گن گن کے تجوریوں میں

رکھے۔ اِس سے اسے' اس کے مقابلے میں جو کچھ اللہ کے پاس ہے' رغبت زیادہ ہو۔ دوسری' امید اتنی لمبی باندھے کہ جس کے کل ہونے یا نہ ہونے کا بھروسہ نہیں ہے' اس امید پر آئندہ دس بیس برس بعد تک کے منصوبے بنائے۔اس کی امیدیں باندھے کہ یہ مجھے مل جائے گا' اس لیے میں کام کروں گا۔

لہٰذا زہد کا روایتی تصور کہ وہی زاہد ہے جو دنیا سے کٹ کر رہ جائے' خدا کی عطا کردہ نعمتوں سے قصداً منہ موڑ لے' فائدہ نہ اٹھائے' جو کچھ اللہ نے اسے دیا ہے اس کا اظہار نہ کرے' صحیح نہیں ہے۔ زہد یہ ہے کہ انسان کی نظر جو کچھ اس کے پاس ہے' اس سے زیادہ اس پر ہو جو کچھ خدا کے پاس ہے یا اس سے ملنے والا ہے' اور دنیا اور دنیا والوں سے بے نیاز ہوجائے۔ دنیا کی نعمتیں مل جائیں یا اس سے چھن جائیں اسے کوئی فرق نہیں پڑتا اس لیے کہ اس کی نظر خدا کے اجر پر ہوتی ہے۔ یہی نبی کریمؐ کا طریقہ تھا۔ آپؐ نے اگرچہ سادہ زندگی بسر کی لیکن خدا کی عطا کردہ بہترین نعمتوں سے بھی استفادہ فرمایا۔ خدا کے اجر پر نظر ہو تو دنیا بے وقعت ہوجاتی ہے۔ اس زہد کے حصول کے لیے کچھ زیادہ مشقت کی نہیں' صرف دل کی کیفیت بدلنے کی ضرورت ہے۔ دنیا میں زندگی گزارنے کا یہی درست رویہ ہے اور اللہ اور دنیا والوں کی نگاہ میں عزت و سربلندی کا راستہ بھی یہی ہے۔

جس حدیث کا مطالعہ کیا گیا ہے' اس کا اُردو ترجمہ درج ذیل ہے:

حضرت ابوالعباس سہل بن سعد الساعدیؓ سے روایت ہے' کہتے ہیں ایک آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا:

اے اللہ کے رسولؐ مجھے کسی ایسے عمل کی طرف رہنمائی کیجیے کہ جب میں اسے سرانجام دوں تو اللہ مجھے چاہنے لگ جائے اور لوگ مجھے پیار کرنے لگ جائیں۔

آپؐ نے فرمایا: مال و دولت اور دنیا سے بے رغبت ہو جاؤ' اللہ تجھے چاہنے لگے گا اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے بے نیاز ہو جاؤ لوگ تجھے پیار کریں گے۔(ابن ماجه)

OOO